جناب ضیا الدین لاہوری

سرسید کی انگریز نواز حکمتِ عملی

سرسید احمد خاں کی انگریز نواز حکمت عملی کو ان کے پرستار "وقتی مصلحت" یا اس عہد کے حالات کے تناظر میں وقت کا تقاضا" قرار دیتے ہیں ۔ ان کے مطابق سرسید نے یہ حکمت عملی جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کی ناکامی پر مسلمانوں کی حالتِ زار سے متاثر ہو کر اپنائی کیونکہ اس وقت قوم کو انگریزوں کے انتقامی غیظ و غضب سے بچانے کا یہی واحد راستہ تھا ۔ اس امر کے تجزیے کے لیے ہمیں ذرا پیچھے مڑ کر دیکھنا ہوگا ۔ سرسید کے تذکروں میں ان کا جنگِ آزادی کے بعد قوم کی حمایت میں کمربستہ ہونے کا ذکر تو ملتا ہے مگر یہ نہیں بتایا جاتا کہ خاص اس جنگ کے دوران میں ان کا فوجی کردار کیا رہا ۔ نہ بتانے کی بھی کوئی وجہ ہے ۔ یہ ہے ہمارے تذکرہ نگاروں کی مجبوری ہے ۔ ان کے ہاں ایک مدت سے یہ روایت چلی آرہی ہے کہ سرسید کے معاملے میں بعض حقائق پر پردہ پڑا رہنے دیا جائے ۔ وہ یہ حیرت ناک انکشاف نہیں کر سکتے کہ سرسید ۔

۱ ۔ سن ستاون میں انگریزوں سے خفیہ خط و کتابت کرتے رہے ۔

۲ ۔ بجنور میں ہندوؤں سے مل کر وہاں کے مسلمان حکمران کے خلاف سازشوں میں مصروف رہے ۔

۳ ۔ ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمانوں کے قتل عام اور ان کی خواتین کی بے حرمتی کے اسباب پیدا کرنے کے الزام سے بری الذمہ قرار نہیں دیئے جا سکتے

کیا یہ سب امور وقت کا تقاضا تھے ؛ یہ الزامات نہیں ، سرسید نے اپنی تصنیف "سرکشی ضلع بجنور" میں اپنے کارناموں کو بالتفصیل بیان کیا ہے اور ان پر جا بجا فخر بھی کیا ہے ۔ جسے شک ہو وہ یہ کتاب پڑھ لے سن ستاون کے موضوع پر ان کی ایک اور کتاب "اسباب بغاوت ہند" کے نام سے مشہور ہے ۔ ان کے رسائل موسوم بہ "لائل محمڈنز آف انڈیا" بھی انہی واقعات کا پرتو ہیں ۔ ان تمام تحریروں میں انہوں نے جنگ آزادی کو جن بُرے بُرے ناموں سے یاد کیا ہے اور مجاہدینِ حریت کو جن غلیظ گالیوں سے نوازا ہے اس کی جھلک ملاحظہ فرمائیے اور فیصلہ کیجیے کہ کیا یہ بھی کوئی وقت کا تقاضا تھا ؛

جنگِ آزادی۔

ہنگامۂ غدر، ہنگامۂ قتل و غارت۔ہنگامۂ مفسدی و بے ایمانی و بے رحمی (لائل محمڈنز) سرکشی۔ ہنگامۂ فساد۔نمک حرامی۔ہندوستانیوں کی ناشکری کا وبال (سرکشی)

مجاہدین حُرّیت۔

مُفسد۔ حرام زادہ، نمک حرام، غنیم، دشمن (سرکشی) غادر۔ کافر۔ بے ایمان۔ بدذات (لائل محمڈنز) باغی۔ جاہل۔ بدرویہ۔ بداطوار۔ شراب خور۔ تماش بین (اسباب)

افعال مجاہدین حُرّیت

جبر۔ظلم (اسباب) سرکار کی نمک حرامی، بدخواہی، ناشکری، دغا، بدعہدی، بلوہ بے ایمانی بے رحمی، بدنیتی (لائل محمڈنز)

نعرۂ جہاد

مفسدوں کی حرامزدگیوں میں سے ایک حرامزدگی (اسباب)

قائدین جنگ آزادی

نواب محمود خاں : کم بخت محمود خاں بدذات ظالم (سرکشی)

احمد اللہ خاں

بدذات۔بدنیتی اور فساد کا پتلا (سرکشی)

ماڑے خاں

عرف ماڑے بدمعاش۔قدیمی بدمعاش۔پکا بدمعاش۔بے رحم۔مفسد حرام زادہ (سرکشی)

عنایت رسول : نامی باغی، مشہور حرام زادہ (سرکشی)

خان بہادر خاں : بدذات۔بے ایمان۔نمک حرام (سرکشی)

بہادر خاں (رام پور) : بدمعاشوں کا سرکردہ۔بدمعاشوں کا سردار (لائل محمڈنز)

مولوی وہاج الدین : مشہور بدمعاش۔جاہل (لائل محمڈنز)

اس کے علاوہ جنرل بخت خاں کو ڈاکٹر ہنٹر کی کتاب پر ریویو میں "باغیوں کا سرغنہ" تحریر کیا۔

ہمارے اہلِ قلم اپنی تحریروں میں سرسید کی متذکرہ بالا تمام "خدمات" اور "گوہر افشانی" کا ذکر مکمل طور پر گول کر جاتے ہیں اور بات اس وقت سے شروع کرتے ہیں جب اس قسم کے خیرخواہوں نے اپنے انہی ملک دشمن کرتوتوں کے باعث قوم کو انگریزوں کا نشانۂ انتقام بننے کا مکمل سامان بہم پہنچا دیا

تھا اس مقصد کے لیے پہلے ایک خوف ناک منظر کا سماں باندھا جاتا ہے۔ انگریز مسلمانوں پر ظلم و ستم کے جو پہاڑ توڑ رہے تھے اس کا نقشہ کھینچا جاتا ہے، قوم کی زبوں حالی کا ذکر کیا جاتا ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ اس صورت حال پر سرسید خاموش نہ رہ سکے۔ وہ قوم کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو بچانے کے لیے آگے بڑھے اور انگریزوں سے مفاہمت کی راہ اختیار کی۔ اس سے وہ ان بدگمانیوں کو دور کرنا چاہتے تھے جو انگریزوں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف پیدا ہو گئی تھیں۔

بدگمانی وہ غلط خیال ہے جو دل میں کسی وجہ سے دوسرے کے خلاف پیدا ہو جاتے۔ یہ بدگمانی نہیں حقیقت تھی اور انگریزوں کے لیے ڈھکی چھپی بات نہ تھی کہ مسلمانوں نے اس لڑائی میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ جب ایک فریق دوسرے کا براہِ راست نشانہ بنے تو وہ مقابل کے عزائم کو بدگمانی کیونکر خیال کر سکتا ہے؟ دراصل انگریز مسلمانوں سے اس لیے خائف تھے کہ یہ قوم اس ملک پر سینکڑوں سال حکمران رہنے کے باعث خود کو حکومت کا حق دار اور اہل سمجھتی تھی۔ انہیں خدشہ تھا کہ مسلمان ان کے لیے کسی وقت پھر خطرہ بن سکتے ہیں۔ مسلمانوں کا اس جنگ میں پیش پیش ہونا اور دہلی کے مغل دربار کو اس کا مرکز بنانا اس بات کا سب سے بڑا ثبوت تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ظلم و جور اور خوف و ہراس ان کے اس وصف کی راہ میں عارضی طور پر تو رکاوٹ بن سکتے ہیں مگر اسے مکمل طور پر ختم نہیں کر سکتے۔ انہیں مسلمانوں ہی میں سے ایسے خیر خواہوں کی تلاش تھی جو قوم کے ہمدرد بن کر ان کے دلوں سے حکومت کی خواہش اور انگریز مخالف جذبات نکال سکیں۔ اس مقصد کے لیے سرسید نے اپنی خدمات رضا کارانہ پیش کیں اور مسلمانوں کو امن کی تلقین کرتے ہوئے انگریزوں کی وفاداری کا درس دینے لگے۔ ان کی تحریروں اور تقریروں میں جذبات کا سخت عمل دخل رہا۔ ان میں قوم کے نوحے بھی شامل تھے اور روشن مستقبل کی امیدیں بھی۔ شاید سرسید کے شیدائی اس حکمت عملی کی وضاحت نہ کر سکیں کہ پہلے اپنے ہی گھناؤنے کردار سے مسلمانوں کو تباہی و بربادی کے کنارے پہنچایا جاتے اور پھر ان کا ہمدرد بن کر رونے دھونے کا دھندا شروع کر دیا جائے۔

سرسید کی انگریز پرستی کا عمل ان کے آخری سانس تک جاری رہا۔ قومی فلاح کے نام پر ان کے تجویز کیے گئے تمام تعلیمی، سماجی اور سیاسی منصوبوں میں یہ نقش نمایاں طور پر موجود ہے۔ یہ تسلیم کہ جنگِ آزادی کی ناکامی کے فوراً بعد غیر ملکی حکمرانوں کے ساتھ مفاہمت کا رویہ اختیار کرنا مصلحت وقت تھی اور ایسا ہونا ہر اس جنگ کے بعد کا مجبوری تقاضا ہوتا ہے جس میں فاتح کو مفتوح کے ملک پر مکمل کنٹرول حاصل ہو۔ تاہم اس صورت حال میں شکست خوردہ فریق کو ہمیشہ کے لیے بنیادی

حقوق سے دست بردار ہونے پر آمادہ کرنا انسانیت کی تذلیل ہے اور مفتوح قوم کا اس پر آمادہ ہو جانا اس کی بے غیرتی کی دلیل ہے ۔ یہ امر مدنظر رکھا جانا نہایت ضروری ہے کہ عہد سرسید ان کے انتقال ۱۸۹۸ء تک پھیلا ہوا ہے ۔ ۱۸۵۷ء سے اس وقت تک چالیس سال سے زیادہ کا وقفہ ہے ۔ اس دوران میں حالات بہت حد تک بدل چکے تھے ۔ وقوعہ ۱۸۵۷ء کے منفی اثرات زائل ہو چکے تھے ۔ کرۂ ارض کے متعدد ممالک میں بدلتے ہوئے سیاسی حالات سے متاثر ہو کر ہندوستان میں بھی آزادی کی نئی تحریکیں جنم لے چکی تھیں، سیاسی حقوق کے حصول کی جدوجہد زوروں پر تھی اور عوام بلاخوف و خطر اس میں شرکت کرنے لگے تھے مگر سرسید تادم آخر انگریزوں کی تعریف میں رطب اللسان رہے ۔ وہ ان کی حکومت کے استقلال اور دوام کی دعائیں کرتے رہے اور اسے استحکام بخشنے کے لیے انہوں نے اپنی تمام تر صلاحیتیں وقف کیے رکھیں ۔ یقین کیا جا سکتا ہے کہ اگر سرسید کا انتقال ۱۸۹۷ء کی بجائے ۱۹۴۷ء میں ہوتا تو بھی ان کی حکمت عملی یہی رہتی اور ہمارے دانش ور بھی اس کے جواز میں "وقت کا تقاضا" کی راگنی الاپتے رہتے ۔ دراصل اندھی عقیدت انسان کے فہم و ادراک کو مکمل طور پر اپنے قبضے میں لے لیتی ہے اور اس بے بسی میں دلائل کی کوئی وقعت نہیں رہ جاتی لہٰذا ان لوگوں سے حقائق قبول کرنے کی توقع رکھنا عبث ہے ۔ جب اس طبقہ سے کوئی جواب بن نہیں پڑتا تو بعض دوسرے مشہور لوگوں کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ اس حمام میں سبھی ننگے تھے ۔ سیدھی سی بات ہے کہ اگر اس وقت کے اور نامور "شرفا" بھی انگریز پرستی کا شکار تھے تو یہ قومی خدمت کا کوئی معیار نہیں بن جاتا اور نہ اسے وقت کا تقاضا قرار دیا جا سکتا ہے ۔

(بقیہ صہ ۴۹ سے)

تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ ابوہریرہؓ کو جنون ہو گیا ہے (یا وہ آسیب زدہ ہو گئے ہیں) کبھی کوئی شخص ان کے سرہانے بیٹھ کر اس خیال کا اظہار کرتا اور ان کو ہوش آ جاتا تو کہتے نہیں بھائی وہ بات نہیں جو تم سمجھتے ہو، میری یہ حالت صرف بھوک کی وجہ سے ہوتی ہے ۔

(صحیح بخاری کتاب الاعتصام ۔ طبقات ابن سعد ج ۲ صہ ۵۳) (سیر اعلام النبلاء ج ۲ صہ ۴۲۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فقر و فاقہ کے کئی واقعات پچھلے صفحات میں بیان کیے جا چکے ہیں

مچھروں سے مکمل نجات حاصل کیجئے

ویپ

ماسکیٹومیٹ

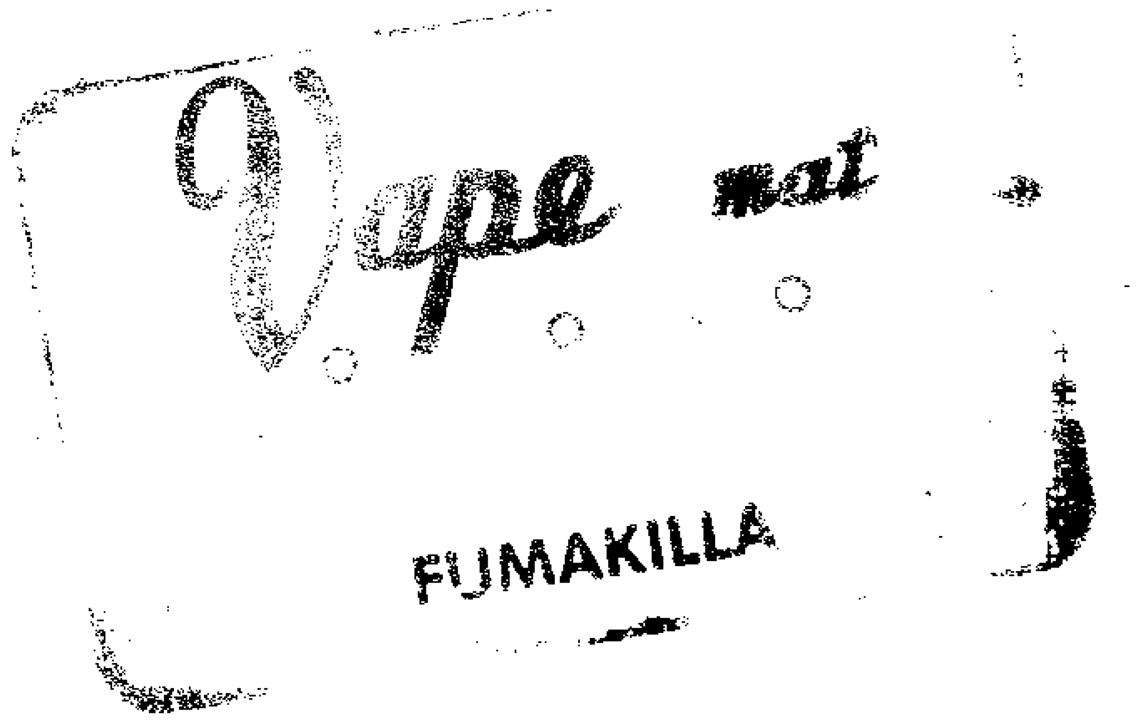

ALSO APPROVED IN AMERICA BY U.S. ENVIRONMENTAL PROTECTION AGENCY WASHINGTON D.C.

جاپان کی وزارت صحت سے منظور شدہ

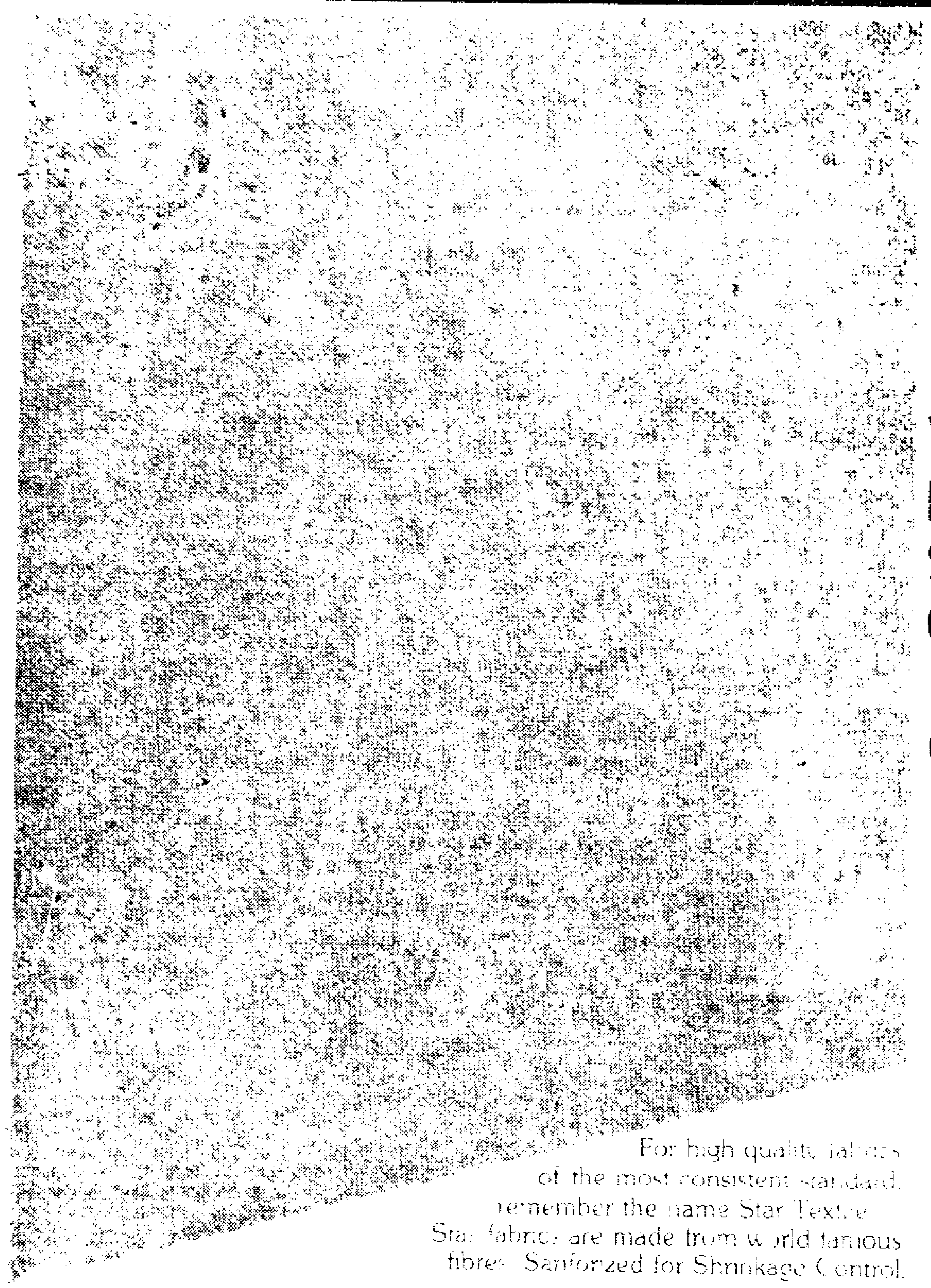

We've Developed Fabrics With Such Lasting Quality And Style That There's Only One Word For It

Star

For high quality fabrics of the most consistent standard, remember the name Star Textile. Star fabrics are made from world famous fibres. Sanforized for Shrinkage Control.

For the most comfortable and attractive shirting and shalwar qameez suits, look for the colour of your choice in Star's magnificent Shangrila, Robin, Senator fabrics.

Star PRODUCT
REGISTERED USER

SANFORIZED
REGISTERED TRADE MARK
OF CLUETT PEABODY & CO. INC.

the essence of style and total comfort!

Star Textile Mills Limited Karachi